عنایت اللہ گوھاٹی
کالم نگار ودانشور

رواجی معاشرے کے لئے مشعل راہ

حضرت فاطمہ الزہرہؓ کا جہیز

پیغمبر پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس سے حدیث پاک ﷺ سے نکاح کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ویسے بھی نسل انسانی کی بقاء مرد وعورت کے ملاپ میں مضمر ہے، اور مرد وعورت کے اس قانون اور جائز ملاپ کو شادی کا نام دیا گیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بہترین نکاح وہ ہے جو ایسی عورت سے کی جائے جو متقی اور پرہیزگار ہو نہ کہ مالدار یا اعلیٰ حسب ونسب والی ہو۔ شادی کرنا تمام انبیاءؑ اور صحابہ اجمعینؓ کی سنت ہے۔ حضور پاک ﷺ نے خود بھی شادیاں کی تھیں اور اپنی بیٹیوں کی بھی شادیاں کرائی تھیں۔ آپ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے بیاہی گئی تھیں۔ آپ کی پیاری اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے جن کاموں میں جلدی کرنے کا حکم دیا ہے ان میں ایک لڑکی کی شادی بھی ہے، جبکہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچیں۔ اسلام شادی کو آسان تر بنانے کا حکم دیتا ہے، تاکہ معاشرہ بے راہ روی اور گناہ سے بچے۔ شادی کے وقت ولیمہ بھی سنتِ رسول ہے صحابہ کرامؓ کی شادیوں میں ولیمے کے طور پر چند کھجوریں یا زیادہ سے زیادہ چند افراد کو روٹی گوشت کھلائی جاتی تھی۔ نکاح انتہائی سادگی سے انجام پاتی تھی۔ حضور پاک ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ کی زندگیاں انتہائی سادہ تھیں۔ ان کی زندگیوں کا مقصد اللہ کی رضا اور خوشنودی تھی وہ دنیاوی جاہ وجلال، نمود ونمائش اور مال ودولت کو ناپسند کرتے تھے۔ خود دونوں جہانوں کے سردار ﷺ کے گھر کا سامان انتہائی مختصر تھا۔ ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک تکیہ، آٹا اور کھجور رکھنے کے برتن، پانی کا گھڑا اور ایک پیالہ آپ ﷺ کا کل اثاثہ تھا۔ آپ ﷺ کے گھر میں رات کو چراغ بھی کم جلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ہم لوگوں کو چولہا جلائے ایک مہینہ گزر جاتا۔ فرماتی تھیں کہ کبھی تین دن ایسے نہیں گزرے تھے کہ ہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

اب دیکھئے حضرت نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی تھی۔ وہ فاطمہؓ جس سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ وہ فاطمہؓ جب وہ تشریف لاتی تھیں تو نبی کریم ﷺ احتراماً کھڑے ہو جاتے، اسی کا ہاتھ تھام لیتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور اس کیلئے اپنی چادر دیتے، وہ فاطمہؓ جن کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ کے والد (نبی کریم ﷺ) کے علاوہ کوئی ہستی فاطمہؓ سے افضل نہیں دیکھی، وہ فاطمہؓ جو سیّد الشہداء

حضرت حسنؓ وحسینؓ کی والدہ تھیں، جن کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی تھی۔ رخصتی کے وقت حضور پاک ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو جو سامان دیا تھا، ان میں ایک بان کی چار پائی، چمڑے کا گدا جس کے اندر کھجور کے پتے تھے، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور دو گھڑے شامل تھے۔ حضرت فاطمہؓ گھر کا سارا کام خود کرتیں، چکی پیستیں اور مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں، جس کی وجہ سے مشک کی رسی سے جسم پر نشان پڑ گئے تھے۔ گھر کا کام کاج خود انجام دیتیں۔ حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے مقصود یہ تھا کہ اگر فاطمہؓ کی شادی کے وقت حضور ﷺ محض چند صحابہؓ سے اشارۃً فرماتے کی میری بیٹی کی شادی ہے، تو صحابہ کرام آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی بیٹی پر مال تو کیا اپنی جان تک نچھاور کرتے۔ لیکن اپ ﷺ کو فکر اپنی امت کی بیٹیوں کی تھی کہ کہیں فاطمہؓ کی شادی مثال بن کرامت کی بیٹیوں کی شادیوں کی راہ میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ اب اگر ہمارے اس دور کی شادی بیاہ پر نظر ڈالی جائے، تو آج لڑکے اور لڑکی دونوں کی شادی خوشی کی بجائے عذاب بن رہی ہے۔ اگر لڑکے کی شادی، ولیمے اور بے شمار ستم کے بے جا رسومات پر لاکھوں اڑاتے جاتے ہیں، تو لڑکی کے جہیز پر بھی والدین کی کمر توڑی جاتی ہے۔ عمدہ قیمتی فرنیچر، درجنوں مہنگے جوڑے، اعلیٰ قیمتی برتنوں کے کئی سیٹس اور دوسرے بے شمار ضروری گھریلو اشیاء سے لیکر ٹی وی، فریج اور ائر کنڈیشن تک کے مہنگے اور قیمتی اشیاء جہیز میں شامل ہیں۔ کچھ لوگ تو دلہن کے ساتھ لگژری گاڑی، پلاٹ یا بنگلے کو بھی ضروری اشیاء میں شمار کرتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بعض لوگ جہیز کا باقاعدہ مطالبہ بھی کر لیتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض کھاتے پیتے گھرانوں یا رشوت، سمگلنگ اور ناجائز ذرائع سے دولت کے انبارا کھٹے کرنے والے کئی لوگ یہ تمام شاہ خرچیاں اور فضول خرچیاں برداشت کر سکیں گے۔ لیکن کیا کہا جائے ایک غریب اور نادار گھرانے کی بیٹی کا، جن کے والدین محض حق وحلال کی کمائی کے چند ہزار کے ملازم ہوتے ہیں یا جن کے والدین اس دنیا میں نہیں۔ یہ بھی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ بعض لوگ انتہائی مجبوری کی صورت میں اپنی بہنوں کی جہیز کیلئے اپنے گردے تک بیچتے ہیں۔ بے شمار والدین بینکوں سے بھاری شرح سود پر قرضے لیتے ہیں اور زمینیں تک بیچتے ہیں۔ تاکہ اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کر سکیں اور سسرال میں کم جہیز کی وجہ سے ان کی بیٹیاں طعنوں سے بچیں۔...... آج کے دور میں جہیز ایک مصیبت اور لعنت بن چکی ہے۔ جہیز کی وجہ سے آج غریب گھرانوں کے بے شمار بچیاں شادی سے محروم ہو رہی ہیں۔ یہ کسی ایک گھر یا خاندان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری قوم اور پورے معاشرے کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ جہیز ہمارے معاشرے کے لئے ایک ناسور بن چکا ہے۔ جہیز کا مطالبہ کرنے والے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ کل اگر انکی بھی پانچ چھ بیٹیاں شادی کی عمر کو پہنچیں، تو ان کا مستقبل کیا ہوگا۔ وقت ہے کہ مروجہ جہیز کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جائے۔ نوجوانوں میں شعور پیدا کیا جائے کہ وہ جہیز لینے سے انکار کریں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرنا چاہئے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ جہیز اور اس قسم کی دیگر فضول رسموں اور فضول خرچیوں پر سخت پابندی لگائے تاکہ کوئی غریب گھرانے کی لڑکی جہیز کا بوجھ برداشت نہ کرنے کی وجہ سے شادی سے محروم نہ ہو اور ان کے والدین اور بہن بھائیوں کی زندگیاں اجیرن نہ بن جائیں۔